نئے سوڈانی دستور کا ایک مطالعہ

سید حامد عبدالرحمٰن الکاف ○

سوڈان' مسلم اکثریت کا ایک ایسا ملک ہے' جو مختلف اسباب کی بنا پر دنیا میں بہت سی حکومتوں اور جماعتوں کی دلچسپی کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اسلامی تحریکیں اور اسلام پسند مسلم ممالک اس کو ایک ایسی نئی تجربہ گاہ کی حیثیت سے دیکھ رہے ہیں جو ایرانی تجربے سے کچھ مختلف ہے لیکن امریکہ کی سوڈان اور سوڈانی نظام سے دشمنی' ان دونوں تجربوں کی مشترکہ خصوصیت ہے۔ اس کے علاوہ جہاں ایران اثنا عشری فقہ کی بیسویں صدی کی آخری چوتھائی کی تجربہ گاہ تھا اور ہے وہیں سوڈان سنی فقہ کا ایک ایسا تجربہ ہے جس میں مسیحی اقلیت (جنوبی سوڈان میں) کے علاوہ بت پرست قبائل بھی پائے جاتے ہیں۔

امریکہ و یورپ اور سوڈان کے جنوب میں واقع مسیحی حکومتیں (یوگنڈا' ایتھوپیا' اریٹریا) علی الاعلان سوڈان کے اسلامی رجحانات کے خلاف ہیں اور ۳۰' ۳۵ برسوں سے جنوبی سوڈان کی مسیحی اقلیت کو فوجی' مالی اور سیاسی مدد کے ذریعے سوڈانی قوم کے خلاف برسرپیکار کر رکھا ہے۔

اب رہے سیکولر نواز اسلام دشمن شمال اور مغرب میں واقع مصر' لیبیا اور چاڈ' تو ان میں مصر علی الاعلان سوڈان کے موجودہ نظام کے خلاف ہے مگر لیبیا امریکہ دشمنی کی وجہ سے کچھ کچھ دوستی کا اظہار کرتا رہتا ہے' جب کہ چاڈ بالکل خاموش ہے۔

اس متلاطم سمندر میں لیفٹیننٹ جنرل حسن البشیر کی فوجی قیادت اور ڈاکٹر حسن ترابی کی فکری رہنمائی میں برپا شدہ اس انقلاب نے آخرکار ۱۹۹۸ میں ریاست بحیثیت ادارہ کی طرف حرکت کرنے کا فیصلہ کیا جو ایک مسودۂ دستور پر استصواب رائے عامہ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ یہ استصواب ۹ سے ۱۵ مئی ۱۹۹۸ منعقد ہوا۔ سات روز کی مدت' سوڈان کی وسعت' ذرائع نقل و حرکت کی کمی اور بیرون سوڈان بھی سوڈانیوں کو حق اظہار رائے کے دیے جانے کی وجہ سے ضروری تھی۔ اس استصواب میں سوڈانی باشندوں

○ معروف اسکالر' دانش ور

نے بھاری اکثریت سے مسودہ دستور کو منظور کر کے اس کو دستوری اور قانونی حیثیت سے نواز دیا۔

میرے سامنے دستور کا وہ مسودہ ہے جس کو صنعا کے سوڈانی سفارت خانے نے مئی ۱۹۹۸ میں شائع کیا۔ یہ بڑے سائز کے ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ۱۴۰ دفعات ہیں جن کو نو ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔

آغاز اور بنیادی دفعات: پہلے صفحے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد ایک تمہیدی عبارت ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

اللہ کے نام سے' جو انسان اور قوموں کا خالق ہے اور زندگی بخشنے والا' آزادی عطا کرنے والا اور معاشروں کے لیے ہدایت کی قانونی شکل میں صورت گری کرنے والا ہے۔ ہم' سوڈانی قوم نے اللہ کی توفیق سے' تاریخ کے عبرت ناک دروس سے' اور ہر بار نئی تازگی حاصل کرنے والے انقلاب کی آگے بڑھانے والی قوت سے' اپنی زندگیوں کے لیے یہ دستور' عوامی زندگی کے لیے ایک نظام حیات کی حیثیت سے تیار کیا ہے جس کے احترام اور حفاظت کا ہم عہد کرتے ہیں اور اللہ سے مدد کی دعا کرتے ہیں۔

دفعہ (۱) باب اول میں' ریاست اور اس کی رہنمائی کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ پہلی دفعہ میں سوڈانی ریاست کو ایک ایسا وطن قرار دیا گیا ہے جس میں مختلف نسلیں یعنی عربی اور افریقی نسلیں اور ثقافتیں (عربی' اسلامی' افریقی اور مغربی) جمع ہیں۔ اسلام آبادی کی اکثریت کا دین ہے' لیکن مسیحیت اور دیگر نسلی (افریقی) عقائد کے ماننے والوں کو قانون عام کے دائرے میں اپنے شخصی و دینی معاملات کو انجام دینے کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔

اب دوسری دفعہ کی طرف آیئے۔ اس میں سوڈان کے بہت ہی وسیع و عریض ملک ہونے کے باوجود' سیاسی حقوق اور واجبات' مالی حقوق اور واجبات (ٹیکس) اور قومی دولت کی تقسیم کو لامرکزی بنیاد پر' مرکزی حکومت اور علاقائی حکومتوں (ولایات) میں بانٹ دیا گیا ہے تاکہ مرکز کی اجارہ داری کی وجہ سے علاقائیت کا شیطان اپنے سینگ نہ اٹھا سکے۔ یہ ایک انقلابی اقدام ہے۔

دفعہ ۳ میں" عربی زبان کو سرکاری زبان قرار دیا گیا ہے لیکن دیگر مقامی زبانوں کو ترقی دینے کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔ اس طرح ملکی ضروریات کا بحیثیت مجموعی لحاظ کرتے ہوئے مقامی امنگوں کا بھی پاس رکھا گیا ہے۔ یہ لسانی تعصبات کے خاتمے کا اعلان ثابت ہو گا۔

دفعہ ۴ میں' ایک نیا پن اور ندرت محسوس ہوتی ہے۔ اس میں حاکمیت (حکم صادر کرنے کا حق / حلال حرام قرار دینے کا حق) اور سیادت (بالادستی) میں حد فاصل پیدا کی گئی ہے۔ جہاں حاکمیت کو خلق کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا گیا ہے (الحاکمیة فی الدولة للّٰہ خالق البشر) وہیں اس حقیقت کے اعتبار سے کہ اس کو عمل کا جامہ بندے ہی پہناتے ہیں' بالادستی کو عوام کے دائرہ کار میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ خالق

اور بشر میں حقوق کی تقسیم اور قانون سازی کے حق کو ثابت کرنے کی ایک بڑی خوب صورت اور کامیاب کوشش ہے جس پر سوڈان کے اسلامی مفکرین قابل مبارک باد قرار پاتے ہیں۔

دفعہ ۸ : قومی معیشت : اس دفعہ میں جہاں عمل پیداوار اور کھلی منڈی کی بنیاد پر قائم معیشت کی بشارت دی گئی ہے وہیں ان مالی اور اقتصادی آفتوں کی بیخ کنی بھی کی گئی ہے جن کا خاتمہ اسلامی عدل اجتماعی اور تقسیم دولت کے بنیادی اہداف حاصل کرنے کے لیے ناگزیر ہے۔ اس وجہ سے عمل پیداوار اور کھلی منڈی ہی کو آلات بنایا تا کہ سود خوری' ذخیرہ اندوزی اور دھوکا بازی کا' جس میں ملاوٹ اور کم تولنا و ناپنا وغیرہ بھی شامل ہیں' قلع قمع کیا جا سکے۔

اقتصادی منصوبہ بندی کا ایک مقصد یہ ہے کہ قومی سطح پر' حد امکان تک' خود کفالت حاصل کی جا سکے خصوصاً غذائی اور دیگر بنیادی ضروریات کے میدانوں میں۔

ان الفاظ کے ذریعے --- کاش اس پر پورے شعور کے ساتھ اور مضبوط منصوبہ بندی کے ساتھ عمل ہو--- سوڈان کی قیادت نے اپنے گہرے سیاسی' اقتصادی اور بین الاقوامی شعور کا ثبوت مہیا کیا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ سود سے نجات حاصل کرنا' ذخیرہ اندوزی سے جنگ کرنا اور دھوکا دہی کو مذموم قرار دینا اور خود کفالت کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگانا دراصل برکت کے حصول اور پیداوار میں ضرورت سے زیادہ فراوانی کے حصول کے مختلف وسائل ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ جن چیزوں سے اللہ کا قہر نازل ہوتا ہے اگر ان سے چھٹکارا حاصل کیا جائے تو رب کائنات کی رحمت اور برکت ہی نازل ہو گی اور پیداوار میں مادی اور معنوی اعتبار سے اضافہ ہی ہو گا۔

ان سارے اقدامات کا ایک اور اعلیٰ مقصد' سوڈان کے مختلف صوبوں میں طبقات اور افراد کے درمیان دولت کی منصفانہ تقسیم ہے تاکہ مختلف صوبوں کو محرومی اور ناانصافی کے جذبات سے نجات دلائی جا سکے۔ یقیناً یہ اقدامات علیحدگی پسندی کے رجحان کا قلع قمع کرنے میں اہم حصہ ادا کریں گے۔ ان شاء اللہ!

دفعہ ۹ : قدرتی وسائل : جیسا کہ تیسری دنیا کے اکثر بلکہ تقریباً سارے ہی ممالک کا حال یہ ہے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی سرمایہ کاری کے وسائل سے محروم ہیں' یا ابھی اس درجے تک نہیں پہنچ سکے ہیں کہ ملک کی مالی اور اقتصادی ترقی کے حوالے سے ان پر اعتماد کیا جا سکے۔ اس لیے سوڈانی رہنماؤں نے ایک حقیقت پسندانہ فیصلہ کیا کہ قدرتی وسائل و ذرائع' جیسے معدنیات' پانی' جنگلات وغیرہ جو سمندر یا خشکی میں پائے جاتے ہیں وہ عوامی دولت تصور کیے جائیں گے اور ان کو منصوبہ بندی کے ذریعے ترقی دی جائے گی۔

دفعہ ۱۰ : زکوٰۃ اور دوسرے مالی واجبات : شاید پہلی بار کسی مسلم ملک کے دستور میں' توازن کے ساتھ' تحریم ربا واحتکار کے پہلو بہ پہلو زکوٰۃ کا ذکر اس اعتبار سے آیا ہے کہ سود کو روکنا اور زکوٰۃ کو

وصول کرنا' دونوں حکومت کا فرض ہیں۔

اوقاف اور صدقات' جس میں صدقہ فطر سرفہرست ہے' کی تنظیم اور تقسیم کو حکومت کے کاموں کا جز قرار دیا گیا ہے۔ ان کو صحیح انداز میں چلانے سے بہت سے مالی اور اقتصادی فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں خصوصاً اوقاف کی زمینوں' جایدادوں اور دیگر آمدنیوں کے مناسب استعمال سے مطلوبہ شرعی مقاصد بڑی حد تک حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

دفعہ ۱۱ : عدل اجتماعی: عدل اجتماعی کو حکومت کی ذمہ داریوں میں شامل کر کے اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہر شہری کو عزت کی روٹی حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جائے گا۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب طبقاتی ناہمواریوں کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے تاکہ آمدنیوں کے درمیان فرق کو کم کیا جا سکے اور ان فتنوں اور فساد کے دروازوں کو بند کیا جا سکے جو اس اونچ نیچ سے پیدا ہوا کرتے ہیں۔ یہاں سوڈانی قائدین نے بوڑھوں اور معذوروں کو نہ بھول کر بہت اچھا کیا ہے۔

دفعہ ۱۲ : علوم و فنون اور ثقافت: بڑی خوشی کی بات ہے کہ جہاں علوم و فنون کو پوری قوت سے آگے بڑھانے اور علمی اور تجرباتی امور کی سرپرستی کرنے کا عہد و پیمان کیا گیا ہے وہیں ان کو دینی اقدار کا پابند' تقویٰ کے حصول کا ذریعہ اور عمل صالح کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ علوم و فنون جب ان قیود سے آزاد ہو کر صرف مادی منافع کا ذریعہ قرار پاتے ہیں تو وہ فحاشی اور عریانی اور ترقی یافتہ ہتھیاروں کے ذریعے قوموں کو بلاوجہ تباہ کرنے اور غلام بنانے کے آلات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

دفعہ ۱۳ : صحت عامہ اور ماحول کی ستھرائی: دستور میں صحت عامہ اور اس کے وسائل کا ذکر کوئی نئی بات نہیں' لیکن ماحول کو آلودگی سے پاک کرنا اور وہ بھی آنے والی نسلوں کی خاطر' ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ اگر اس پر اچھی طرح سے عمل ہو گیا تو سوڈان بہت سے صنعتی مسائل اور ان کے خوفناک نتائج سے محفوظ رہ سکے گا۔

دفعہ ۱۴ : نئی نسل: نوجوانوں کو جسمانی' روحانی اور اخلاقی امراض سے بچانا اور ان کو بچپن ہی سے صحیح دینی تعلیم و تربیت کے ذریعے ان خطرات سے آگاہ کرنا بڑی حکمت کی بات ہے۔ لیکن تربیت کے ان پہلوؤں کے پہلو بہ پہلو ایک طرف ملک کے دفاع اور صنعتی و زرعی اور علمی و اقتصادی ترقی' اور دوسری طرف نصاب تعلیم میں مناسب تبدیلیوں کے ذریعے باہمی ربط پیدا کیا جائے تو بہت اچھا ہو گا تاکہ خیرامت کا وہ صحیح مفہوم عملاً ظاہر ہو سکے جس کے فقدان کی وجہ سے آج ہم اپنے آپ کو اس جگہ پاتے ہیں جہاں ہم ہیں۔

دفعہ ۱۵ : خاندان اور عورت : اسلامی معاشرے میں خواتین کے مقام کے ادراک' اور مغرب میں اباحیت زدہ معاشرے' نکاح اور خاندانی ذمہ داریوں سے منہ موڑ لینے کے رجحان اور اس کے اثرات کی وجہ سے سوڈانی قیادت نے خاندان کی نگہداشت اور نکاح کی ہمت افزائی کا فیصلہ کیا تا کہ صحیح تعلیم و تربیت کے ذریعے ایک طرف عورت کو ماں کی حیثیت سے صحیح درجہ اور مقام عطا کیا جا سکے اور دوسری طرف اس کے حقوق کی گھر کے اندر اور گھر سے باہر' اسلامی تعلیمات کی روشنی میں' حفاظت کی جا سکے۔ خیال رہے کہ افریقی معاشروں میں عورت ہر قسم کے ظلم کا نشانہ محض اس لیے بنائی جاتی ہے کہ وہ عورت ہے۔ سوڈانی معاشرہ بھی عورت پر ظلم کے اثرات سے خالی نہیں ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ حکمت اور اعتدال کے ساتھ عورت' مرد' بچوں اور خاندان کے نازک مسائل کا ایسا حل تلاش کیا جائے جو اکیسویں صدی میں قابل عمل ہونے کے علاوہ ان منفی نتائج سے دور ہو جن کو اسلام سخت ناپسند کرتا ہے۔

آج کل کے اجتماعی رفاہی اخراجات کے پیش نظر کسی بھی ملک اور معاشرے کی مجموعی قومی پیداوار کا زیادہ ہونا ضروری ہے' اس لیے اسلامی معاشروں کو' حدود اسلامی میں رہتے ہوئے' ان وسائل و ذرائع کو کام میں لانا ہے جن کے ذریعے عورتیں ملک کی معاشی سرگرمیوں میں ایک مثبت عنصر کی حیثیت سے حصہ لے سکیں۔ کیونکہ نصف یا نصف سے کچھ زیادہ یا کچھ کم آبادی کا پیداواری عنصر کے بجائے صارفی عنصر بنا رہنا مناسب نہیں ہے۔ یہ بات خیرامت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے بہت کم مسلم دانش وروں کے ذہنوں میں آئی ہے۔ اس کو عام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

دفعہ ۱۶ : معاشرتی اخلاق : نظریات اور اقدار کا معاشرتی اخلاق سے گہرا تعلق ہے۔ اگر معاشرہ صاف ستھرے نظریات' افکار و آرا کی فضا مہیا کرتا ہے تو اس میں پلنے اور بڑھنے والی نسلیں چھوٹے بڑے جرائم سے دور اور اخلاق فاضلہ سے قریب تر ہوں گی اور اس معاشرے میں سنگین جرائم' مثلاً قتل' ڈاکا زنی' زنا اور منظم جرائم' شراب خوری' گانجا' افیون اور دیگر منشیات سے پیدا ہونے والے جرائم ناپید نہ سہی تو بہت کم ہوں گے اور بحیثیت مجموعی جرائم کی فی صدی نسبت کم ہو گی۔ یہ سب کچھ دباؤ کے ذریعے کم لیکن تقویٰ کی بنیاد پر ہونے لگے تو دیرپا ہو سکتا ہے۔ اس کو تعلیم و تربیت و تذکیر' منکرات کے خلاف جنگ اور معروف عادات اور رسم و رواج کو پروان چڑھا کر کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۱۷ : خارجی ریاست : خارجہ پالیسی کو عزت اور آزادی کی علامت قرار دیا گیا ہے مگر یہ محض نعرہ بن کر رہ جائے گا اگر قوم عسکری و اقتصادی لحاظ سے حقیقی معنی میں آزاد نہ ہو' یا پھر ایسے آزاد ملکوں کے ساتھ معاہدوں میں شریک نہ ہو جو ایک اعلیٰ تر اور قوی تر مقصد کے لیے کسی جھنڈے تلے جمع ہوئے ہوں۔ لہٰذا مختلف ملکوں اور ثقافتوں کے لیے دروازے کھولنا اور اپنے لیے بند دروازے کھلوانا' خارجہ پالیسی

کا نہایت اہم رکن بن جاتا ہے تاکہ سوڈان اسلام کے اعلیٰ ترین انسانی فلاحی اصولوں کو دوسرے ملکوں تک پہنچا سکے اور ان سے وہی کچھ لے جن کو "ثقافت انسانی" قرار دیا جا سکتا ہو اور وہ انسانیت کی "مشترکہ میراث" تصور کی جا سکتی ہو۔

دفعہ ۱۸ : دین داری : سوڈانی دستور میں امور دنیا کو طاعت اللہ و طاعت رسولؐ اللہ کے ذریعے عبادت میں بدل دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ حکومت میں کام کرنے والے نہ صرف مسلمان ملازمین بلکہ غیر مسلم ملازمین بھی، عوام کی خدمت روح عبادت سے انجام دیں گے۔ فرائض کو دیانت داری سے ادا کیا جائے اور عوام کی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھا جائے تو یہ سب کچھ رضائے الٰہی کا سبب بن سکتا ہے۔ اگر کوئی ملازم سرکار کسی بھوکے کے لیے روٹی، کپڑا، مکان، دوا، علاج مہیا کرنے کا، رشوت لیے بغیر اور اس کو ستائے بغیر، سبب بنتا ہے تو یقیناً وہ رضائے الٰہی اور ثواب الٰہی کا مستحق قرار پائے گا۔ اس لیے عوام کی خدمت کو عبادت قرار دیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے ضمیر کی روشنی میں فلاح و بہبود کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکے۔

دستور کے دوسرے باب میں حقوق و فرائض کو بیان کیا گیا ہے۔ دفعہ ۲۰ اور دفعہ ۳۴ تک جو آزادیاں، حقوق اور فرائض بیان کیے گئے ہیں وہ سارے عالم میں معروف وہ حقائق ہیں جن کو سب ہی دساتیر میں بیان کیا گیا ہے مگر ان پر عمل نہیں ہوتا یا بہت کم ہوتا ہے۔ ان حقوق و فرائض وغیرہ کی فہرست یہ ہے: (۱) زندگی کا حق اور زندگی کی حرمت، (۲) آزادی اور حقوق میں برابری، (۳) وطنی قومیت کی حرمت، (۴) نقل و حرکت کی آزادی، (۵) عقیدے اور عبادت کی آزادی، (۶) فکر اور تعبیر رائے کی آزادی، (۷) سیاسی، ثقافتی، اجتماعی، پیشہ ورانہ تنظیم کی آزادی، (۸) ثقافتی امتیاز کی حفاظت اور آزادی، (۹) فکری، مادی اور مالی ملکیت کی آزادی اور ان کا احترام، (۱۰) مراسلت کرنے اور روابط قائم کرنے کی آزادی، (۱۱) گرفتاری سے بچنے کی آزادی اور حرمت، (۱۲) عدالت سے رجوع کرنے کا حق اور آزادی، (۱۳) ثبوت جرم تک برأت کا حق، (۱۴) قتل نہ کیے جانے کا حق الا یہ کہ جرم ہر طرح ثابت ہو جائے، (۱۵) شکایت کرنے اور بات پہنچانے کا حق۔

یہاں سوال ان حسین الفاظ کو کاغذ پر درج کرنے کا نہیں ہے بلکہ ان پر عملاً گامزن ہونے کا ہے۔ تیسری دنیا سے تعلق رکھنے کے ناطے سوڈانی معاشرے میں حقوق کا شعور قوی تر اور فرائض کا شعور کمزور ہے۔ شعور پیدا کرتے ہوئے حکمت اور صبر کے ساتھ ان حقوق کو عملی دنیا میں وجود بخشنے کی ضرورت ہے۔ بے عملی اچھے کام کو بھی بے قیمت بنا دیتی ہے۔

فرائض : حقوق و فرائض ایک ہی مسئلے کے دو رخ ہیں۔ اس لیے حقوق کے بعد فرائض کا ذکر ناگزیر

تھا۔ ان کو دوسری فصل میں "عام فرائض اور ان کی نگہداشت" کے عنوان کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ یہ پیراگراف ۳۵ اور ۳۷ میں درج ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) سوڈانی جمہوریت کے ساتھ وفاداری' (۲) وطن کے دفاع اور جہاد کی پکار پر لبیک کہنا اور قومی فوجی خدمت انجام دینا' (۳) دستور اور قانون کا احترام اور ان کے احکام کی پابندی' (۴) عوامی جایدادوں کی حفاظت اور تخریب سے پرہیز' (۵) صحیح رائے تک پہنچنے کی کوشش' مصلحت عامہ کے ساتھ اخلاص (۶) امربالمعروف ونہی عن المنکر کو انجام دینا' (۷) معاشرے کے حرمات اور مصلحت عامہ کی حفاظت اور صاف ستھرے ماحول' اچھے اخلاق اور عدل کی نگرانی' (۸) رزق حلال کی کوشش کرنا' اچھے کاموں میں ہاتھ بٹانا' (۹) اپنے حقوق کو عملاً حاصل کرنا تاکہ عوامی جدوجہد کو صحیح راہ پر ڈالا جاسکے اور حکومت اور معاشرے کی قیادتوں کا انتخاب کرنا۔

ہم صرف نمبر(۵) اور نمبر(۷) کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ دوسری شقیں عموماً دساتیر میں ہوتی ہیں۔

جہاں تک رائے تک پہنچنے میں کوشش اور مصلحت عامہ کے لیے اخلاص کا تعلق ہے تو یہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ صحیح اور مخلصانہ رائے کی کوشش اسی وقت ہوگی جب مصلحت عامہ کے لیے دل میں درد ہو۔

اہم بات یہ ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد' شاید پہلی بار امت کے ہر فرد سے اجتہاد رائے کا مطالبہ کیا جارہا ہے تاکہ ہر شخص اپنے دل و دماغ کو سوچ بچار کی کوششوں میں لگا کر بحیثیت امت بہتر سے بہتر رائے تک پہنچنے کی اجتماعی کوشش میں حصہ لے سکے تاکہ زندگی کے ہر میدان میں مفید ترین اور سب سے زیادہ قابل عمل افکار و آرا تک پہنچا جاسکے۔ جہاں شوریٰ سارے عوام کا حق ہے تو اجتہاد رائے بھی عوام کا قانونی حق ہے۔ اس طرح غور و فکر اور سوچ بچار کی صلاحیتیں اجاگر ہوکر امت کے لیے خیر کا باعث ہوں گی۔ یہ بالکل الگ بات ہے کہ عوامی سطح سے اٹھ کر جب یہی آرا ہر میدان کے ماہرین تک پہنچیں گی تو ان کو چھان پھٹک کر صرف ان کے مفید ترین اور قابل عمل عناصر کو اختیار کیا جائے گا۔

اس امت کے ہر میدان میں شکست کھانے کا سبب فکری استبداد تھا اور ہے۔ اس نے فکری سوتوں کو بالکل ہی خشک کر دیا۔ یہ امت فکری اعتبار سے خصوصاً تخلیقی صلاحیت اور اپج کے میدان میں بالکل ہی بانجھ ہو گئی۔ یہ بڑا مبارک قدم ہے اور اس کو سارے عالم اسلامی میں عام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

شق نمبر(۷) جو کمائی پر اور قومی پیداوار میں حصہ لینے پر ابھارتی ہے' اہمیت میں شق نمبر(۵) سے کم نہیں ہے۔ فقر اور فقیرانہ طرز زندگی کو سنیاسیوں کے اثرات کے تحت حسین اور مطلوب اعمال قرار دے کر اس امت کے افراد کو عمل پیداوار کی اہمیت سے غافل کیا گیا ہے کجا کہ اجتماعی پیداوار اور قومی پیداوار

کے تصورات کے شعور کو گہرا کیا جاتا اور اجتماعی جدوجہد' تفکر اور عمل کو عام اور خاص زندگیوں میں رائج کیا جاتا۔ اس کا انجام وہ فکری' عملی اور پیداواری زوال ہے جس نے اس امت کو ہر میدان میں قرض لینے پر مجبور کر دیا ہے۔ افکار و آرا' ایجادات اور تنظیمی اصول بھی دوسروں کے اور نصاب تعلیم اور راس المال بھی دوسروں کا۔ ہر میدان میں افلاس ہی افلاس اور قرض ہی قرض' پھر خیر کہاں سے نمودار ہو گا؟

پہلی بار اس کو انفرادی ذمہ داری قرار دے کر اور اس کو قومی پیداوار سے منسلک کر کے سوڈان نے ایک بڑا مفید قدم اٹھایا ہے جس کو اپنانے کی سارے عالم اسلامی کو ضرورت ہے۔

یہ گفتگو تشنہ رہ جائے گی اگر ہم ان "دائمی اساسی اصولوں" (ثوابت السیاسیة) کا ذکر نہ کریں جو اس مسودۂ دستور کے ص ۳۹ پر بیان کیے گئے ہیں۔ یہ اصول یہ ہیں: شریعت' استصواب رائے عامہ' دستور اور عرف۔ یہ چار قانون سازی کے مآخذ ہیں یعنی اس سے قانون بنانے کے سوتے پھوٹتے ہیں (مصادر التشریع)۔

یہ مقام ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم یہاں کچھ دیر ٹھہر کر اور ان امور پر غور و فکر کے بعد آگے بڑھیں۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس دفعہ میں ایک ناقابل تغیر حقیقت جس کو ہم شریعت کے نام سے یاد کرتے ہیں' اس کے ساتھ ساتھ اور اس کے حدود میں رہ کر یعنی اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام اور معروف کو معروف اور منکر کو منکر برقرار رکھتے ہوئے' قوم اگر کسی قانون کو منظور کر دے' جیسے جنوبی سوڈان کو آزادی دی جانا چاہیے یا اس کو سوڈان کا جز باقی رکھتے ہوئے اندرونی خود مختاری سے نوازا جانا چاہیے؟ تو ایسی صورت میں ان دونوں میں سے وہی قانون تصور ہو گا جس کو سوڈانی قوم اختیار کرے اور یہ جائز بھی ہو گا۔ کیونکہ یہ ایک ایسے مسئلے کا حل ہے جس کے بارے میں شریعت بالکل خاموش ہے۔ گویا شریعت نے اس معاملے کو قوم کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔

یہی کچھ "دستور" کے بارے میں صحیح ہے اور "عرف" یعنی مقامی روایات اور عادات جو شریعت کے اصول اور مقاصد سے نہ ٹکراتے ہوں یا اس کی تنفیذ میں روڑے نہ اٹکاتے ہوں' کے بارے میں بھی اتنا ہی صحیح ہے۔ ایسی دستوری سفارشات اور اعراف و عادات بھی قانون سازی کا مآخذ مانے جا سکتے ہیں۔

گویا اس دفعہ میں استصواب رائے عامہ' دستور اور عرف کا شریعت کے پہلو بہ پہلو اضافہ کیا گیا ہے جو اس شریعت سے ماخوذ اور اس پر مبنی قوانین کو شریعت ہی کی حدود میں' آسان اور قابل عمل بنانے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔ اس نص میں بڑی عملیت' حقیقت پسندی اور لچک ہے اور زندگی کی حرکت کے ساتھ شانہ بہ شانہ چلنے کی ہمت و جرأت کا اعلان بھی۔ بہتر ہوتا کہ اگر اس کے ساتھ کچھ اس طرح کے الفاظ کا اضافہ کر دیا جاتا کہ استصواب رائے عامہ کے وہ فیصلے' دستوری نصوص اور سفارشات اور عادات و اطوار

ناقابل قبول و عمل ہوں گے جو کتاب و سنت اور شرعی اصول و مبادی سے ٹکراتے ہوں گے۔ یہ غلط فہمیوں کو دور کرنے کا سبب ہو تا مگر یہ بات معلوم و معروف ہے۔

باقی چھ فرائض جو بیان کیے گئے ہیں' جیسے آزادی رائے' آزادی عقیدہ' وفاقی حکومت اور عدالتی نظام کا آزاد ہونا وغیرہ تو وہ وہی فرائض ہیں جن کا ذکر گذشتہ دفعات میں گزر چکا ہے۔ یہاں ان کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے ان کو بیان کر دیا گیا ہے۔

دیگر ابواب اور فصول: اب رہے دستور کے وہ باقی ابواب و فصول جن میں انتظامیہ' عدلیہ اور مقننہ کے بارے میں مفصل دفعہ وار کلام کیا گیا ہے' تو ان پر تحلیلی اور تجزیاتی کلام کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ ایک طرف وہ دیگر دساتیر سے بڑی حد تک مشابہ ہیں اور دوسری طرف ہر دستور کی طرح' مقامی چھاپ لیے ہوئے ہیں اور مقامی حالات کی جو ہمیشہ بدلتے ہی رہتے ہیں' عکاسی کر رہے ہیں۔

عالم اسلام کے فکری رابطے کے لیے ضروری ہے کہ ایسی اہم دستاویزات کا مفصل نہ سہی تو کم از کم مجمل مطالعہ ہی پیش کیا جانا چاہیے تاکہ ان فکری تبدیلیوں کا اندازہ لگایا جا سکے جو مختلف ملکوں کے حالات اور ماحول کے نتیجے میں تحریک اسلامی کے قائدین کے انداز فکر میں واقع ہوتی ہیں۔ اگر ان دستوری دفعات کا پاکستان کی دستوری دفعات سے تقابلی مطالعہ کیا جائے اور اس کے نتائج پیش کیے جائیں تو مزید دستوری آرا اور افکار کو جاننے اور سمجھنے کا موقع ملے گا۔ کاش کوئی صاحب علم اس جانب توجہ دیں اور اپنے افکار اور تجزیے سے اسلامی دستوری مباحث میں فکری اضافے کا باعث بنیں۔

کھوٹہ سے چاغی تک

فیضان اللہ خاں

پاکستان کی ایٹمی ترقی کی داستان

ملی و قومی نقطہ نظر ' ایمان و عزم کی جھلک

صفحات : ۱۹۱ قیمت : ۷۵ روپے

ملنے کا پتا: دورِ نو پبلی کیشنز' ۴۵ حبیب پارک' لاہور - 54780